سوال

(757) نیت کرنے سے طلاق نافذ ہوگی؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں اپنے ملک مصر سے عراق کی طرف اس حال میں روانہ ہوا کہ میرے اور میری بیوی کے درمیان کچھ ناچاقی اور ناراضی تھی۔ میں اسے اس کے خاندان میں چھوڑ کر عراق چلا آیا۔ اور اس دوران میں میری نیت تھی کہ میں بیوی کو طلاق دے دوں گا۔ اور فی الواقع میں نے اپنے ایک عزیز کو اس مقصد کے لیے وکیل بھی بنا دیا۔ مگر بہت کچھ سوچ بچار اور تردد میں رہا کہ طلاق کا وکالت نامہ بھیجوں یا نہ بھیجوں اور اس طرح دو سال گزر گئے ہیں۔ تو کیا اس کیفیت میں میری بیوی کو طلاق ہو گئی ہے؟ جب کہ میری صرف نیت ہی تھی کہ میں اسے طلاق دے دوں گا۔ اور دوسرے یہ کہ اگر جب میں مصر لوٹوں اور بیوی کی طرف رجوع کرنا چاہوں تو کیا پہلے اسے طلاق دوں اور پھر رجوع کروں یا یہ نیت نافذ ہی نہیں ہے کیونکہ میں ان دنوں اس سے غصے میں تھا؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

انسان کو اپنے تمام امور میں جو وہ سرانجام دینا چاہتا ہو سمجھ داری اور دانائی سے کام لینا چاہیے، بالخصوص طلاق جیسے امور میں، جو انتہائی حساس معاملہ ہے، آدمی کو نتائج پر نظر رکھنی چاہیے کہ اگر یہ کام ہو گیا تو کیا ہو گا۔

سائل نے بتایا ہے کہ اس نے عزم کیا تھا کہ وہ بیوی کو طلاق دینے کے لیے ایک وکیل بنائے گا۔ اس طرح کے عزم اور نیت سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، خواہ وہ کتنی ہی پختہ کیوں نہ ہو۔ کیونکہ طلاق ہمیشہ الفاظ سے ہوتی ہے، شوہر بولے یا اس کا وکیل۔ اور سائل کے سوال کے مطابق اس شوہر نے اور اس کے وکیل نے طلاق کے کوئی لفظ نہیں بولے ہیں۔ لہذا بیوی شوہر کی عصمت میں باقی ہے، اور اس کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے کہ اپنے وطن مصر لوٹنے کے بعد وہ اسے طلاق دے۔ کیونکہ طلاق دینے کا سبب کچھ غلط فہمی اور ناراضی تھی جو اب زائل ہو چکی ہے۔ بیوی علیٰ حالہا اس کی عصمت میں ہے۔

اور مسئلہ ایسے ہی ہے کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کی نیت کی ہو مگر کوئی لفظ نہ بولے ہوں یا تحریر نہ لکھی ہو تو طلاق نہیں ہوتی۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

احکام و مسائل، خواتین کا انسائیکلوپیڈیا

صفحہ نمبر542

محدث فتویٰ